”ہم زندہ لاشیں ہیں“

پاکستان : بلوچستان میں شیعہ ہزارہ ہلاکتیں

HUMAN
RIGHTS
WATCH

HUMAN RIGHTS WATCH

(ہم زندہ لاشیں ہیں)

پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں شیعہ ہزارہ ہلاکتیں

HUMAN RIGHTS WATCH

ISBN

جون 2014

(ہم زندہ لاشیں ہیں)
پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں شیعہ ہزارہ ہلاکتیں

خلاصہ 1

شفارشات 6

حکومت پاکستان کے لیے۔ 6

بلوچستان کی صوبائی حکومت کے لیے 7

حکومت پاکستان کے لیے۔ 7

پاکستان کو امداددینے والے بین الاقوامی ساتھیوں بشمول اقوام متحدہ، یورپین یونین، جاپان، آسٹریلیا، ورلڈ بینک اور ایشین ڈوپلمنٹ بینک۔ 7

2014/04پاکستان ہزارہ 9

فائنل سکرپٹ کوئٹہ پاکستان 9

خلاصہ

نام پوچھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ میں سُنی کون کون ہے ؟ پھر انہوں نے سُنیوں کو جانے کا کہا۔ تب ہم بھاگ نکلے ۔جہاں انہوں نے ہر اس آدمی کو جانے دیا جو شیعہ نہ تھا ۔ وہاں اس بات کی تسلی کرلی کہ شیعہ بس میں ہی رہیں۔اس کے بعد انہوں نے ان کو بس سے باہر نکالا اور ان پر فائر کھول دیا۔

(حاجی خوشحال خان بس ڈرائیور دسمبر2011 کوئٹہ)

پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے قصبہ مستونگ کے نزدیک 20 ستمبر2011 کو مسلح افرادنے ایک بس کو روکا جس میں قریباً40 شیعہ مسلمان سوار تھے جو ہزارہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ایران مقدس مقامات کی زیارت کے لئے جا رہے تھے ۔ بس میں سوار سنی فقہ کے افراد کو جانے کی اجازت دینے کے بعد انہوں نے ہزارہ مسافروں کو اترنے کے لیے کہا اور پھر ان کو گولیوں کا نشانہ بنادیا جس کے نتیجہ میں 26 افراد ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے ۔ اس کے بعد اسی دن مسلح افراد نے بچ جانے والے ہزارہ قبیلے کے تین افراد کو جو زخمیوں کو ہسپتال لے جا رہے تھے ہلاک کر دیا۔ لشکر جھنگوی جو کہ ایک سنی عسکریت پسند گروہ ہے نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کرلی۔ مستونگ حملے میں شیعہ افراد کو سنیوں سے الگ کر کے قتل کرنے کا یہ پہلا واقعہ تھا مگر آخری نہیں۔

میڈیا کی طرف سے اس وقت کے وزیر اعلیٰ بلوچستان اسلم رئیسانی سے جب پوچھا گیا کہ وہ ہزارہ کمیونٹی کے آنسو کیسے پونچھیں گے ؟تو جواباًانہوں نے کہا کہ \" لاکھوں لوگ بلوچستان میں رہتے ہیں مستونگ میں چالیس لوگوں کا مرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ میں سوگوار خاندانوں کے لیے ٹیشوپیپر سے لدا ہوا ٹرک بھیج دوں گا۔ میں ان کے لیے تمبا کو بھیجتا اگر میں سیاستدان نہ ہوتا\" ۔

پاکستان کی آبادی کی اکثریت مسلمان ہے اور اس کا 20فیصد شیعہ ہیں ۔ حالیہ سالوں میں ان کو فرقہ ورانہ تشدد کے ذریعے جس طرح نشانہ بنایا گیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ مسلح سنی عسکریت پسندوں نے پاکستان میں فائرنگ اور بمباری سے ہزاروں شیعہ شہریوں کو ہلاک کیا ہے ۔ عسکریت پسندوں نے شیعہ پولیس افسران بشمول حکام کو دہشت گردی کا نشانا بنایا۔30 اگست 2012 کو ایک جج ذوالفقار نقوی کو موٹر سائیکل پر سوار دہشت گردوں نے قتل کر دیا ہیومن رائیٹس واچ کے ریکارڈ کے مطابق کم ازکم450 شیعہ 2012 ء میں قتل کئے گئے ۔ اور تقریباً400 شیعہ2013 ء میں قتل ہوئے ۔ اس طرح 2012 ء شیعہ فقہ کے لیے خونی ترین سال تھا ۔اگرچہ سنی اور شیعہ عسکریت پسند گروہوں میں گاہے بگاہے تشدد کے واقعات عرصہ دراز سے پاکستان میں ہوتے چلے آرہے ہیں لیکن حالیہ سالوں میں یکطرفہ اور بنیادی طور پر ایسے شیعہ افراد کو نشانہ بنایا گیا جن کا تعلق عوام سے تھا۔

اس رپورٹ میں سنی عسکریت پسندوں کے پاکستان کے جنوب مغربی صوبہ بلوچستان میں شیعہ ہزارہ کمیونٹی پر 2010ء سے لے کر اوائل 2014ء تک کے حملوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ بلوچستان میں ہزارہ برادری تقریباً پانچ لاکھ کے قریب ہے جو اپنے چہرے کے مخصوص خدو خال اور شیعہ مذہبی عقائد کی بنا پر خود کو غیر محفوظ تصور کرتے ہیں۔ 2008 سے لے کر اب تک پانچ سو سے زائد افراد قتل ہو چکے ہیں۔ لیکن ان کی نازک صورتحال کا اندازہ فرقہ وارت کا شکار شیعہ آبادی میں ہزارہ برادری کی بڑھتی ہوئی شرح سے لگایا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں 2012 کے دوران فرقہ وارت کا شکار ہونے والے شیعہ افراد کے تقریباًایک چوتھائی کا تعلق بلوچستان ہزارہ برادری سے تھا۔ 2013 میں ہلاک ہونے والے پاکستانی شیعہ افراد کی نصف تعداد کا تعلق ہزارہ برادری سے تھا۔

2008 میں جمہورت کی بحالی کے بعد یکے بعد دیگرے حکومتوں کے دوران فرقہ ورانہ قتل عام بدستور ہوتا رہا ہے۔ ہزارہ قوم کی اکثریت کے نزدیک حملہ آوروں کو گرفتار کرنے، عسکریت پسند جو حملوں کی ذمہ داری کو قبول کرتے ہیں کے خلاف کاروائی کرنے میں صوبائی اور قومی سطح پر حکام کی مستقل ناکامی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حکام یا تو نا اہل ہیں یا لاتعلق اور یا وہ ممکنہ حد تک حملوں میں شریک ہیں۔

گو کہ لشکر جھنگوی کی سرکاری یا ریاستی سطح پر منظم سرپرستی کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ لیکن ملک کے قانون نافذ کرنے والے ادارے، فوجی، یا نیم فوجی قوتوں نے تفتیش کرنے یا آئندہ حملے روکنے کے لیے کوئی قدم نہ اٹھایا۔ گو کہ لشکر جھنگوی کی جانب سے حملے غیر ریاستی اداکاراوں کی زیادتی کا نتیجہ ہیں۔

بین الاقوامی انسانی حقوق کے قوانین اس بات کے متقاضی ہیں کہ حکومتیں مناسب تفتیش کریں اور مستقل سنگین جرائم کی روک تھام کریں یا پھر خود انسانی حقوق کی خلاف ورزی میں قصوروار ٹھہریں۔

1947 کی آزادی کے بعد فرقہ وارت کا شکار ہونی والی سب سے زیادہ اموات جنوری، فروری 2013 میں ہوئیں۔ جس میں 180 ہزارہ قوم کے افراد ہلاک ہوئے۔ اور لشکر جھنگوی نے ان دونوں حملوں کی ذمہ داری قبول کی۔

10 جنوری 2013 کو خودکش حملے میں سنوکر کلب میں ہزارہ قوم کے 96 افراد ہلاک ہوئے اور 150 زخمی ہوئے۔ مرنے والے اور زخمیوں کی اکثریت کلب کے نزدیک کار بمب کا شکار تھے۔ جو کہ پہلے دھماکے کے دس منٹ بعد ہوا۔ وہ لوگ جو پہلے حملے کا شکار ہونیوالوں کی مدد کے لیے آئے تھے وہ اس کا نشانہ بنے۔

حکومت کی ابتدائی لا تعلقی اور بے حسی کی وجہ سے ہزارہ قوم نے مرنے والوں کو دفن کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے ملک گیر مظاہرے ہوئے۔ حملے کے تین دن بعد ہزارہ قوم کے مطالبے پروفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو معطل کر دیا۔ اور وفاقی راج نافذ کر دیا۔

کوئٹہ کے ہزارہ ٹاؤن کی سبزی منڈی میں بم دھماکے میں 17 فروری 2013 میں کم از کم 84 ہزارہ مارے گئے اور 160 سے زائد زخمی ہوئے۔ حملہ آوروں نے سینکڑوں کلوگرام دھماکہ خیز مواد پانی کے ٹینک کے اندر نصب کر رکھا تھا۔ ریموٹ کنٹرول سے جب یہ مواد اڑایا گیا تو قریبی مارکیٹ خریداروں سے بھری ہوئی تھی۔

ان حملوں میں بچ جانے والے اور شکار ہونے والوں کے خاندان کہتے ہیں ان مسلسل حملوں نے بلوچستان کی ہزارہ قوم کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

ہزارہ قوم کے افراد بتدریج خوف وہراس کی فضاء میں رہنے اور نقل و حرکت محدود کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جس سے ان کے لیے معاشی مشکلات پیدا ہوئی ہیں اور تعلیم کا حصول دشوار ہوگیا ہے۔

نامساعد حالات کی وجہ سے کافی زیادہ ہزارہ قوم کے لوگ فرار ہوکر دوسرے ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ہزارہ قوم کی مشکلات میں اس بات سے بھی اضافہ ہوگیا ہے کہ پاکستان کی سیکورٹی ایجنسیاں بھی ان کو شک کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ بلوچستان کی بڑی سیکورٹی ایجنسی فرنٹیر کور کے ریٹائرڈ عہدیداران نے شناخت کو صیغہ راز میں رکھنے کی شرط پر ہیومن رائٹس
واچ کو بتایا کہ ہزارہ افراد\"ایران کے ایجنٹ\"اور\"ناقابل اعتماد\"ہیں۔ ایک سابقہ اہل کار نے شہادت فراہم کئے بغیر یہ بھی کہا کہ ہزارہ اپنی حالت زار کو\" مبالغہ\" کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ انہیں بیرون ملک پناہ مل سکے اور وہ ایران سے مالی فوائد اور سیاسی امداد حاصل کر سکیں۔ تاکہ وہ ایران کے ایجنڈا کی پاکستان میں تکمیل کر سکیں۔ لشکر جھنگوی نے بہت سے حملوں اور ہلاکتوں کی نہ صرف ذمہ داری قبول کی بلکہ زیارتوں اور جلوسوں پر مامور کیے گئے فرنٹیئر کور اور پولیس کے افسران کو بھی بے دردی سے قتل کر دیا۔

لشکر جھنگوی کی زبان نہ صرف شیعہ دشمن بلکہ ایران دشمن بھی ہے۔ لشکر جھنگوی پاکستانی فوج اور ملٹری ایجنسیوں کے ساتھ لمبے عرصے سے قریبی تعلق رکھتی ہے جس سے 1990 میں افغانستان اور کشمیر میں لڑنے والے مسلح اسلامی گروہوں کے ساتھ روابط قائم کرنے میں لشکرِ جھنگوی کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ لشکر جھنگوی کی تقریباً تمام لیڈرشپ نے افغانستان میں طالبان کے ساتھ ملکر جنگ لڑی 1998 میں لشکرِ جھنگوی نے مزار شریف میں رہنے والے ہزارہ برادری کے ہزاروں افراد کے قتل عام میں بھی طالبان کی مدد کی تاہم حالیہ سالوں میں ان کے تعلقات میں ملک کے کچھ حصوں میں دراڑیں نظر آتی ہیں جو عمومی طور پر زیادہ پیچیدہ ہوگئی ہیں کیونکہ لشکر جھنگوی نے تحریک طالبان کے نیٹ کے ساتھ

ملکر زیادہ اہم اور بڑے بڑے فوجی افسروں،تنصیبات،سرکاری افسران، اور سول ڈھانچے کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا ہے ۔ جیسے ہی تحریک طالبان نے پاکستان میں حملوں میں شدت اختیار کی ہے ،لشکر جھنگوی اس کے ایک بڑے عسکری اتحادی کے طور پر بلوچستان میں ابھری اور مزید شدت کے ساتھ پاکستان کے بڑے خوشحال اور طاقتور صوبے پنجاب میں جہاں اس کی جڑیں گہری اور مضبوط ہیں پاکستانی فوج تو یہ تاثر دیتی ہے کہ لشکر جھنگوی کے ساتھ ان کا رسمی یا غیر رسمی کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی بلوچستان میں متعین ایف سی اور ملٹری ایجنسیاں ہزارہ مخالف اور شیعہ مخالف جذبات رکھتی ہیں۔

2002سے لشکر جھنگوی کا متحرک سربراہ ملک اسحاق ہے ۔ وہ 44 سے زیادہ حملوں اور ان کے نتیجہ میں 70 سے زیادہ افراد کی ہلاکتوں ،جن میں زیادہ تر شیعہ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں میں ملوث رہا ہے لیکن اسے کبھی سزا نہیں ملی۔ وہ چالیس مقدمات میں قائم تمام الزامات سے گواہوں کو ڈرانے دھمکانے اور ججوں کو خوفزدہ کرنے کے سبب بری ہو چکا ہے۔ پاکستان کا عدالتی نظام ملک اسحاق کو سزا دلانے میں ناکام رہا ہے۔جس سے ایسے عناصر کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

2008ء سے پاکستان اور بلوچستان کے حکام درجنوں مشکوک افراد کو شیعہ برادری پر حملے میں گرفتار کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ مٹھی بھر افراد مجرم ٹھہرائے گئے۔ عمومی طور پر لشکر جھنگوی کی تمام لیڈرشپ خاص مراعات کے ساتھ اپنے اختیارات اور احکامات بروئے کار لاتے ہیں۔ خواہ وہ پولیس کی حراست میں ہوں یا مقدمات کی سماعت کر رہے ہیں۔لشکرِ جھنگوی کے ان گنت سزایافتہ زیرِ حراست خطرناک مجرمان بشمول عثمان سیف اللہ کُرد آپریشنل چیف بلوچستان ایسے حالات میں سِول اور فوجی حراست سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے جن کی وضاحت دینے میں مقتدر حکام ناکام رہے۔

جون 2013ء میں بلوچستان کی نئی حکومت نے شیعہ زائرین کے ایران سفر کرنے والوں کے لیے کچھ سیکورٹی، اور کوئٹہ کے نواح ہزارہ ٹاؤن میں بھی حفاظتی اقدامات کیے ہیں۔ مگر ہزارہ اور بلوچستان کی دوسری شیعہ برادری کی حالت میں بہتری نہیں آئی۔ جنوری 2014ء میں مستونگ میں ایران سے واپس آتے ہوئے بس میں سوار زائرین میں سے 28 ہزارہ، خودکش بم حملے میں ہلاک ہوئے۔ گورنمنٹ کا ردعمل عارضی طور پر بس سروس کو معطل کرنے کی صورت میں سامنے آیا۔

9جنوری 2014 کو بلوچستان کے سرحدی قصبہ تافتان کے سِرراہ ہوٹل میں خیبر پختونخواہ کے کم از کم 24 شیعہ زائرین فائر اور خودکش حملے میں مارے گئے۔ F.Cکے جوانوں کی جوابی فائرنگ سے حملہ آور ہلاک ہو گئے۔ پاکستان کے وزیر داخلہ چوہدری نثار احمد نے اس ظالمانہ فعل پر پارلیمنٹ میں تجویز پیش کی کہ زائرین جو کہ زیادہ تر بہت غریب ہیں ،ہوائی یا سمندری سفر اختیار کرنا چاہیے کیونکہ سات سو کلومیٹر کے بس روٹ پر تحفظ دینا ناممکن ہے۔

ہزارہ افراد کو ہلاکت کا نشانہ بنایا جاتا ہے مذہبی جلوس میں شرکت کے دوران میں، مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے،کام پر جاتے ہوئے یا روزمرہ زندگی کے لیے کچھ بھی کرتے ہوئے کبھی اُنہیں ہلاکت کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور کبھی بم سے اڑا دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ نہ صرف کوئٹہ کی نواحی بستی ہزارہ میں خطرات میں گھرے ہوئے ہیں بلکہ دوسرے مضافات میں بھی یہ خطرات سے دوچار ہیں۔ مذہبی مقامات کی زیارت کے سفر کے دوران اور واپسی پر ہوٹلوں میں قیام کے دوران وہ ایسی ہی آفات سے دوچار ہوتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی سفری راستہ نہیں نہ ہی کوئی خرید و فروخت کا انتظام ہے نہ مکتب جانے کا بندوبست اور نہ ہی روزمرہ کے کام کا کوئی ذریعہ ہے جو کہ محفوظ ہو۔

اسی دوران پاکستان حکام نے ردعمل کے طور پر تجویز کیا کہ ہزارہ برادری اپنے مضافات کو ختم کرے اپنی حرکات و سکنات کو محدود کرے۔ مذہبی رسومات، معاشی، ثقافتی اور سماجی ناہمواریوں پر بڑھتی ہوئی پابندیوں کو زندہ رہنے کی قیمت کے طور پر قبول کرے۔ اس کے باوجود لشکر جھنگوی ان پر حملہ کرنے اور مارنے کے راستے ڈھونڈ لیتی ہے۔

ہزارہ برادری کے انٹرویو کیے جانے والے بیشتر افراد میں، ان حقائق کی بناء پر کہ ان پر متواتر حملوں کی کوئی تحقیق نہیں ہوتی مجرمان کو سزا نہیں دی جاتی منتخب نمائندے اور سکیورٹی سروسز کے افراد ان سے مخاصمانہ رویہ رکھتے ہیں، ان سے تفریقی سلوک روا رکھا جاتا ہے، یہ یقین پیدا کر دیا ہے کہ بلوچستان میں متعین ملٹری فرنٹیئر کور اور حکومتی ادارے ان سے لاتعلق ہی نہیں بلکہ ان پر حملوں میں شریک بھی ہیں۔

ان خیالات کو یہ حقائق تقویت دیتے ہیں کہ بلوچستان میں اعلیٰ فوجی، پارلیمانی، سِول اور سکیورٹی اداروں کی موجودگی کے باوجود ہزارہ برادری پر حملے اور حملہ آوروں کی ریت جاری رہتی ہے۔ یہ سنگین ظلم اس وقت ختم ہو سکتا ہے جب لشکر جھنگوی کو غیر مسلح اور منتشر کر دیا جائے۔ اس کی قیادت اور عسکری انتہاپسندوں کو لائقِ احتساب ٹھہرایا جائے اور پابندی لگائی جائے۔ پاکستان کے بین الاقوامی ساتھیوں کو پاکستان حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہیے کہ وہ عالمی حقوق انسانی کے معیار کو برقرار رکھنے اور بلوچستان میں فرقہ ورانہ قتل وغارت کی تحقیق و تفتیش کرنے اور ذمہ دار افراد پر مقدمات چلانے کی یقین دہانی کرائے پاکستان کے سیاسی رہنماؤں، قانون نافذ کرنے والے اداروں، انتظامیہ، عدلیہ اور فوج کو ان حملوں کی روک تھام اور لشکر جھنگوی کے ظلم کیخلاف فوری اقدامات کرنے چاہیں۔ اگر پاکستانی ریاست مسلسل لاتعلق اور غیر موثر تماشائی کا کردار جاری رکھتی ہے تو وہ واضح طور پر شیعہ اور ہزارہ برادری کے قتل میں شراکت دار ہے۔

شفارشات

حکومت پاکستان کے لیے۔

1 ۔ وزیراعظم پاکستان نواز شریف کو چاہیے کہ وہ فرقہ وارانہ ہلاکتوں کی عوامی مذمت کرنے کے موقف پر عمل کرتے ہوئے لشکر جھنگوی کی قیادت ،اس کے عہدیداران ،منصوبہ بندی کے ذمہ داران،جرائم کے مرتکب افراد اور فرقہ ورایت کے تعصب کو ہوا دینے والوں کی فوری گرفتاری اور ان پر مقدمات چلانے کے احکامات صادر کریں۔

2 ۔ تمام عسکری گروہ جو انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں خاص طور پر لشکر جھنگوی کا احتساب کیا جائے ان کو غیر مسلح اور منتشر کیا جائے۔

3 ۔ ایک آزاد وفاقی کمیشن قائم کیا جائے جو بلوچستان میں فرقہ وارانہ ہلاکتوں کی تحقیقات کرے ان کے خلاف مقدمات قائم کرنے کی سفارشات دے اور رپورٹ پبلک کرے۔ پاکستان کی وفاقی ،صوبائی اور مقامی سطح پر ناکامی کی تحقیق کرے ۔ کمیشن کی رسائی متعلقہ حکومتی اداروں کے ریکارڈ،بات ، فرقہ وارانہ قتل بلا حیل وحجت ہونی چاہیے کمیشن کو کھلی کچہری اور عدالتی احکامات کے ذریعے فرقہ وارانہ حملوں میں بچنے والے متاثرین کے لواحقین سرکاری افسران اور سیکورٹی فورس کے عہدیداران کو طلب کرنے اور ان کے بیانات قلمبند کرنے کا اختیار ہونا چاہیے۔

4 ۔ فرقہ ورانہ حملوں میں ملوث تمام انتظامیہ اور سیکورٹی کے عہدے داران کو ملازمت سے فوری برخاست کر دیا جائے بشمول ان کے جو ان حملوں میں ملوث افراد کو گرفتار کرنے اور ان کے خلاف تفتیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

5 ۔ اقوام متحدہ کے نمائندوں کو بلایا جائے تاکہ وہ غیر عدالتی،غیر معقول،اور بغیر مقدمہ چلائے ہلاکتوں کی رپورٹ تیار کرسکے اور ایک سپیشل رپورٹ مذہبی آزادی اور بلوچستان میں فرقہ وارانہ تشدد کے بارے میں بھی تیار کرے۔

بلوچستان کی صوبائی حکومت کے لیے

حکومت پاکستان کے لیے۔

1۔ تمام عسکری گروہ خاص طور پر لشکر جھنگوی جو انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں میں ملوث ہے ان کا احتساب کیا جائے انہیں غیر مسلح اور منتشر کیا جائے اور پابندی لگائی جائے۔اس سلسلے میں آئین کے مطابق وفاقی حکومت کی مدد حاصل کی جائے۔

2۔ پولیس کو ہدایت کی جائے کہ ٹارگٹ کلنگ Target Killing کے تمام مقدمات کی تفتیش کرے اور جو بھی ان میں ملوث پائے جائیں ان پر مقدمات چلائے جائیں ۔ خاص طور پر لشکر جھنگوی اور اس کے ساتھ وابستہ عسکری گروہوں کے خلاف کاروائی کی جائے آئین اور قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے وفاقی سطح پر تفتیش میں مدد کی جائے۔

3۔ ہزارہ برادری اور شیعہ فقہ کی مشاورت کے ساتھ حفاظتی اقدامات کو بہتر کیا جائے اور سیکورٹی فورس کو شیعہ مسجدوں اور دوسری جگہوں جہاں شیعہ برادری کے اجتماع ہوتے ہیں متعین کیا جائے، تاکہ وہ تشدد کے خوف کے بغیر اپنی مذہبی معاشرتی ثقافتی اور معاشی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں۔

4۔ بین الاقوامی معیار کے مطابق منافرت پھیلانے والی تقاریر اور ان کے نتیجہ میں اشتعال اور استحصال پیدا کرنے کے خلاف قوانین پر عمل کیا جائے ۔

5۔ فرقہ وارانہ حملوں کے متاثرین اور ان کے رشتہ داروں کو مناسب نفسیاتی رہنمائی اور معاشرتی مدد مہیا کی جائے۔

پاکستان کو امداد دینے والے بین الاقوامی ساتھیوں بشمول اقوام متحدہ، یورپین یونین، جاپان، آسٹریلیا، ورلڈ بینک اور ایشین ڈویلپمنٹ بینک۔

1۔ پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ بین الاقوامی انسانی حقوق کی بابت اپنے فرائض پورا کرے۔اور بلوچستان میں فرقہ وارانہ ہلاکتوں کی تفتیش اور تمام مرتکب مجرمان خاص طور پر لشکر جھنگوی جس نے سینکڑوں حملوں کی ذمہ داری قبول کی کے خلاف کاروائی کرکے بہتر حکومت کے معیار کو فروغ دے۔

2۔ پاکستانی حکومت پر دباؤ دالا جائے کہ وہ تمام عسکریت پسند گروہوں جو انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں کا احتساب کرے اور ان کو غیر مسلح اور منتشر کرے۔

3۔ بلوچستان اور پاکستان میں دیگر جگہوں پر فرقہ ورانہ ہلاکتوں کی تفتیش میں بیرونی قانون نافذ کرنے والے ادارے پاکستان کو مدد کی پیشکش کریں۔

4۔ پاکستانی حکام کو کہا جائے کہ اقلیتوں کے ساتھ ناانصافیوں میں ملوث عسکریت پسند گروہوں کے خلاف کاروائی نہ کرنے پر امریکہ کی طرف سے معاشی ترقیاتی اور فوجی مدد اور تعاون خطرے میں پڑ سکتے ہیں۔

5۔ پاکستانی حکام پر واضح کیا جائے کہ فرقہ وارانہ تشدد میں فوج اور دیگر سکیورٹی ایجنسیوں کا تشدد میں ملوث ہونا یا ایسے تشدد کو برداشت کرنا، پاکستان کے ساتھ فوجی تعلقات کو خطرے میں ڈال سکتا ہے۔

6۔ سرکاری حکام جو ہزارہ اورپاکستان کے رہائشی شیعہ افراد کے خلاف تشدداور تعصب کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کو عوامی سطح پر تنقید کا نشانہ بنایا جائے۔

7۔ پاکستانی حکومت پرزور دیا جائے کہ وہ غیر عدالتی،بے بنیاد اوربغیر مقدمہ چلائے ہلاکتوں کی رپورٹ تیار کروائے اور ایک سپیشل رپورٹ مذہبی آزادی کے بارے میں بھی تیار کروائے۔

ان پیغامات کو مؤثر بنانے کے لیے سفارتی سطح پر، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور خفیہ اداروں کے درمیان دوطرفہ ملاقاتیں کی جائیں۔

پاکستان ہزارہ 2014/04

فائنل سکرپٹ

کوئٹہ پاکستان

بدھ کی شام ،علمدار روڈ پر رحمت اللہ گول چکر کے قریب سنوکرکلب پر ایک خودکش حملہ ہوا جس میں کئی افراد مارے گئے ۔حملے کا نشانہ ہزارہ برادری کے افراد تھے ۔

بریڈ ایڈم

ایشیاء ڈائریکٹر

ہیومن رائٹس واچ

پچھلے دوسالوں میں پاکستان میں 700 سے زیادہ شیعہ مسلمان مارے جا چکے ہیں اوراس تشدد کا بڑاشکار ہونے والی ہزارہ برادری تھی جو اس لئے نشانہ بنی اور علیحدہ کردی گئی کیونکہ وہ شیعہ اقلیت ہے۔

رمضان علی شکار ہونے والے کا بھائی:
میں اپنے بڑے بھائی نادر علی کے ساتھ دوکان میں تھا۔ میں حملے سے دس پندرہ منٹ پہلے دوکان سے گیا۔ علاقے کی چھ ساتھ دوکانوں میں سے چار پرحملہ ہوا اورچھ آدمی مارے گئے۔

کیا وہ سب ہزارہ تھے ؟
وہ سب ہزارہ تھے۔ حملے سے ایک یا دودن پہلے وہ آئے اورہمارے پڑوسیوں سے پوچھا کہ کیاہم ہزارہ ہیں ؟اس نے انہیں بتایا ہاں یہ سب ہزارہ ہیں۔

کون آیا تھا ؟
دہشت گرد،ان لوگوں کا تعلق لشکر جھنگوی اوراہل سنت والجماعت سے تھا۔

Brad Adams
Asia Director, Human Rights Watch

2-آاس میں کوئی پراسرار راز نہیں کہ کون یہ حملے کر رہا ہے ؟وہ لوگ جو اس کا شکار ہوئے،ان کے خاندان کے افراد حتیٰ کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اور حکومت کہتی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ لشکر جھنگوی ہے۔

محمد ندیم بم سے بچنے والا Bombing Survivor : میں مارکیٹ میں اپنی فیملی کے لئے کچھ سبزیاں خریدنے گیا میں سٹال کے سامنے تھا کہ دھماکہ مجھ سے بیس گز کے فاصلے پر ہوا۔ میں جانتا ہوں کہ لشکر جھنگوی نے اس کی زمہ داری قبول کی ہے۔

شازیہ -متاثرہ کی بہن:
میرا بھائی ایران زیارتوں کے لیے گیا تھا۔ایک ماہ بعد وہ واپس آرہا تھا۔ راستے میں ان کی بس پر دھماکہ خیز مواد سے بھری ہوئی کار نے حملہ کیا۔ وہ صرف اکیس سال کا تھا۔

بریڈ ایڈمز- ایشیاء

ڈائریکٹر

ہیو من رائٹس واچ

ایسے لوگوں کو پکڑنا جو اس بہیمانہ جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پاکستان میں ان کا احتساب کافی پیچیدہ معاملہ ہے ۔اور خاص طور پر جب سیکورٹی فورسز میں لشکر اور ان سے ہمدردی رکھنے والوں کی کافی تعداد ہے۔

رمضان علی- متا ثرہ کا بھائی:
میں نے پولیس میں ایک شکایت درج کروائی۔ لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتے اور کرتے بھی نہیں۔کیونکہ کہ پولیس بے بس ہے۔وزیر داخلہ بلوچستان نے خود ایک دفعہ کہا\" میں جانتا ہوں کے قاتل کون ہیں ؟اور ان کی تعداد کتنی ہے ؟لیکن میں کچھ کر نہیں سکتا\" جب حکومت خود بے

بس ہو تو پولیس کیا کر سکتی ہے ؟

بریڈ ایڈمز- ایشیاء ڈائریکٹر

ہیو من رائٹس واچ

لشکر کی پاکستان کی سیکورٹی ایجنسیوں کے ساتھ ملی بھگت کافی پرانی ہے۔ جس کے نتیجہ میں جب بھی ان کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ وہ جادوئی طریقے سے جیل کے اندر سے فرار ہو جاتے ہیں۔کوئی نہیں جانتا!کہ وہ کیسے باہر نکلتے ہیں ؟لیکن وہ اچانک باہر ہوتے ہیں۔اور کھلم کھلا اپنا کام کرتے ہیں۔حالانکہ ان میں سے کافی (Most wanted) اشتہاری ہیں۔ اور وہ اپنی نفرت انگیز تقریریں اور چھپے ہوئے مواد کے ذریعے جن میں ایسے پمفلٹ بھی شامل ہیں۔جن میں ہزارہ کو قتل کرنا جائز قرار دیا گیا۔اور یہ کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔

محمد علی دوکاندار :

اپنے تحفظ کے پیش نظر ہمیں مین مارکیٹ سے علمدار روڈ منتقل ہو نا پڑا۔ ہمارے نزدیک دوکان پر حملہ کیا گیا ۔ اس لئے ہمیں مارکیٹ کو چھوڑنا پڑا۔ ہمارے ساتھ والے دوکاندار اور مارکیٹ کی سیکورٹی کو نشانہ بنا یا گیا۔

رمضان علی- متاثرہ کا بھائی:

کوئی بھی مارکیٹ نہیں جانا چاہتا،اگر مارکیٹ جانا از حد ضروری ہو تو لوگ اس کے بارے میں دس دفعہ سوچتے ہیں ۔ اور گھر سے نکلتے ہوئے اپنے تحفظ کے لیے قرآن پاک کی آیات کا ورد کرتے ہیں ۔

متاثرہ کی بہن :

میں خود کو غیر محفوظ سمجھتی ہوں ۔ جب میں اپنے گھر سے نکلتی ہوں کالج بس میں جاتی ہوں ۔ جب میں بس میں داخل ہوتی ہوں میں کلمہ پڑھتی ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میں انکا اگلا نشانہ بنوں یا میری کوئی دوست ہم اس بارے میں بالکل نہیں جانتے ۔

بریڈ ایڈمز- ایشیاء

ڈائریکٹر

ہیو من رائٹس واچ

3 ۔ فائنل سکرپٹ :

یہ واضح ہے کہ ایجنسیوں اور لشکر کے مابین ملی بھگت ہے اور جب تک ریاست خود اس کو درست نہیں کرتی ۔ اس کا کوئی حل نہیں ہے ۔ اسکا مطلب یہ ہے جو بہیمانہ جرم کے مرتکب ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے ۔ کئی کیسوں میں واضح شہادت موجود ہے ۔ وہاں بہت سے گواہان ہیں بے شمار گھر کے بھیدی وعدہ معاف گواہ بن سکتے ہیں بشرطیکہ ریاست تشدد کے واقعات کے مرتکب افراد کے خلاف کاروائی میں مخلص اور سنجیدہ ہوں ۔

’’ہم زندہ لاشیں ہیں‘‘

پاکستان : بلوچستان میں شیعہ ہزارہ ہلاکتیں

حالیہ سالوں میں پاکستان کی شیعہ مسلم برادری جو کہ ملک کی کل آبادی کا 20 %ہے کو فرقہ وارانہ تشدد کا اس طرح نشانہ بنایا گیا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ انتہا پسند سُنی عسکریت پسندوں نے ملک بھر میں ہزاروں کی تعداد میں شیعہ شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ ’’ہم زندہ لاشیں ہیں‘‘ جنوب مغربی بلوچستان میں شیعہ ہزارہ برادری پر ہلاکت خیز حملوں کی دستاویز ہے جس میں ایک سو سے زیادہ انٹر ویوز کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ 2008ء سے فرقہ وارانہ قتلِ عام میں پانچ سو سے زائد ہزارہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ لشکر جھنگوی جو کے ایک انتہا پسند سُنی عسکری گروہ ہے نے زیادہ تر حملوں کی ذمہ داری قبول کی ہے۔

ہزارہ برادری کو مذہبی جلوسوں میں شرکت کرتے ہوئے، مسجدوں میں نماز پڑھتے ہوئے، کام پر جاتے ہوئے یا روز مرہ زندگی کا کوئی بھی کام کرتے ہوئے حملوں اور بموں سے نشانہ بنایا جاتاہے۔

صوبائی دارالحکومت کوئٹہ کی نواحی پسماندہ بستیوں میں تعاقب کی وجہ سے ہزارہ خوف و ہراس کی فضا میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی نقل و حرکت محدود ہو گئی ہے جس کی وجہ سے ان کی معاشی مشکلات میں اضافہ ہو گیا ہے اور تعلیم تک رسائی کم ہو گئی ہے۔ان جابرانہ حالات کی وجہ سے بڑی تعداد میں ہزارہ برادری کے افراد پاکستان سے بھاگنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔جہاں لشکر جھنگوی بغیر کسی روک ٹوک کے ہلاکت خیز حملوں کو جاری رکھے ہوئے ہے وہاں پاکستانی حکام کا مشورہ ہے کہ ہزارہ برادری اپنی نقل و حرکت اور مذہبی عبادات کی ادائیگی پر بتدریج بڑھتی ہوئی پابندیوں اور معاشی، ثقافتی ناانصافیوں کو اپنے تحفظ کی قیمت کے طور پر قبول کرے۔ حکام کی حملہ آوروں کو گرفتار کرنے اور عسکری گروہوی جے سربراہوں اور یگر جو ، ان حملوں کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں پر مقدمات چلانے میں مسلسل ناکامی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو یہ حکام نااہل ہیں یا

لاتعلق ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان حملوں میں شراکت دار ہوں۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ لشکرِ جھنگوی کو غیر مسلح کرے اور اس پر پابندی لگائے۔ اور اس کے سربراہوں کا احتساب کرے۔ اگر پاکستانی حکومت نے اسی طرح بے حس اور خاموش تماشائی کا کردار جاری رکھا تو یہ ہزارہ برادری کی محرومیوں اور قتل کی ذمہ دار ہوگی۔

ایک شیعہ مسلمان لڑکی 18 فروری 2013 کو دھرنے کے دوران ہاتھ میں پلے کارڈ اُٹھائے ہوئے گذشتہ روز ہزارہ آبادی کوئٹہ کی سبزی منڈی کے بم دھماکے میں مرنے والوں کی ڈھکی ہوئی لاشوں کے پاس ©Reuters 2013

17فروری 2013ء ایک آدمی پاکستان کے شہر کوئٹہ میں شیعہ ہزارہ آبادی کی سبزی منڈی میں بم حملے میں ہلاک ہونے والوں کی قبریں تیار کرتے ہوئے © Reuters 2013

hrw.org